یہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، پر جھوٹ ہے اور من گھڑت بات ان کی طرف منسوب ہے۔ ایسی روایت جس کی صحت ہی متنازع فیہ ہے اس سے قمار کو حلال کرنا بڑی جراٴت رندانہ ہے جس کی کسی متدین آدمی سے توقع نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا محلل کی یہ روایت قابل استدلال نہیں اور محلل کو شامل کرنے کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا اور اگر بفرض محال اور علی سبیل التنزل یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ محلل والی یہ روایت صحیح ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جو گھڑ دوڑ محض لہو و لعب اور ایک پیشہ کے طور پر اختیار کی جاتی ہے اس سے وہ گھڑ دوڑ حلال ہو جاتی ہے۔ کجا مسابقت خیل کا وہ پاکیزہ اور مقدس تصور جو عہد نبوت اور عمل صحابہ میں پایا جاتا تھا۔ اور کجا یہ گھڑ دوڑ جو محض عیاشی اور طلب زر کی ہوس کے تحت کرائی جاتی ہے ان دونوں کی آپس میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ چہ نسبت خاک را عالم پاک

دوسرا حصہ

جس طرح اسلام بذات خود ایک صاف ستھرا اور پاکیزہ مذہب ہے، ہر عیب اور داغ سے مبرا اور منزہ ہے اسی طرح وہ اپنے ماننے والوں سے بھی تقاضا کرتا ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر پاک صاف اور مانند سحر بے داغ ہوں۔ باطنی صفائی اور پاکیزگی کے لیے عقائد و نظریات کی صحت اور ان کا کتاب و سنت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ ظاہری پاکیزگی کے لیے جسم و لباس اور مسکن کا پاکیزہ ہونا لازمی ہے۔ قرآن حکیم کے اولین دور میں نازل ہونے والی سورۃ مدثر میں ارشاد ہے۔

وثیابک فطہر والرجز فاھجر۔

اس آیت میں ظاہری اور باطنی ہر دو اعتبار سے مسلمان کو پاکیزہ رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں انسانیت کا وقار بھی ہے اور احترام بھی۔ اور انسانوں اور حیوانوں میں تمیز و تفریق بھی اس سے ہوتی ہے۔ اس وقت ہماری گزارشات کا تعلق ایک مسلمان کی ظاہری طہارت و نفاست سے ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ حرز جان رکھیں، الطھور شطر الایمان۔

کہ ایمان دو حصوں پر مشتمل ہے نصف ایمان صحت عقائد میں ہے اور نصف ایمان میں جو کہ ظاہری طہارت کی علامت اور نشانی ہے۔ اور نماز کی اولین شرط ہے۔

اس لیے محدثین کرام جن سے بعض نے اپنی کتب کا آغاز کتاب الایمان اور بعض نے کتاب الطہارۃ یا کتاب الصلوٰۃ سے کیا ہے۔

ظاہری طہارت حاصل کرنے کے لیے پانی کا استعمال ہونا (بغیر کسی شرعی عذر کے) ضروری ہے لہٰذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کون سا پانی پاک ہے اور کیا اس میں نجاست ظاہری کو زائل کرنے کی صلاحیت موجود بھی ہے یا کہ نہیں ۔

سمندر کا پانی :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فان توضأنا به عطشنا افنتوضأ بماء البحر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماءه الحل ميتته (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم سمندر میں جاتے ہیں اور اپنے ساتھ کم تعداد میں پانی لے جاتے ہیں۔ اگر اس سے وضوء کریں تو پیاسا رہتے ہیں ۔کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سمندر کا پانی پاک کر دینے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے ۔

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اس کا نام عبداللہ یا عبید اللہ تھا یہ شخص ملاح تھا اور وہ مچھلیوں کے شکار وغیرہ کے سلسلہ میں سمندر میں جایا کرتا تھا اس لیے اسے یہ مشکل درپیش تھی۔ جس کا سوال اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں ہیں مختصر اور دو حرفی جواب دینے کی بجائے تفصیلی جواب دیا تاکہ سامعین کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ سمندر کے پانی کا استعمال صرف ضرورت کے وقت جائز ہے ۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس میں پوری صلاحیت ہے کہ اس سے معنوی اور غیر معنوی نجاست کا ازالہ کیا جا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ الطہور سے صرف یہ مراد نہیں کہ سمندر کا پانی پاک ہے ۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسری اشیاء کو بھی طہارت دے سکتا ہے کیونکہ سائل کا سوال اس کی ذاتی طہارت کے متعلق نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے ؟ جو ظاہر ہے اس کی صلاحیت تطہیر کے متعلق تھا۔ لہٰذا الطہور جب کسی مقام پر پانی کی صفت میں آئے گا تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ پانی ازالہ نجاست کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔